99353 ـ اگر بیوی سے دخول نہیں کیا تو ا سکا فطرانہ خاوند کے ذمہ نہیں

سوال

ايك شخص كا عورت سے نكاح ہو چكا ہے، ليكن ابھى اس كى رخصتى نہيں ہوئى تو كيا ا سكا فطرانہ خاوند كے ذمہ ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

علماء كرام رحمہم اللہ كا اس ميں اختلاف ہے كہ: آيا جن افراد كا خرچ مرد كے ذمہ ہے ان كے فطرانہ كى ادائيگى بھى اسى كے ذمہ ہو گى يا نہيں ؟

اس ميں دو قول ہيں:

پہلا قول:

انسان پر لازم ہے كہ وہ اپنى جانب سے بھى اور جن افراد كا خرچ اس كے ذمہ ہے اور وہ ان پر خرچ كرتا ہے ان فطرانہ بھى ادا كرے، مثلا بيوى اور اولاد. حنابلہ كا مسلك يہى ہے.

انہوں نے دار قطنى اور بيہقى كى درج ذيل روايت سے استدلال كيا ہے:

ابن عمر رضى اللہ تعالى عنہما بيان كرتے ہيں كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" جن پر تم خرچ كرتے ہو ان كا فطرانہ بھى ادا كرو "

ليكن يہ حديث ضعيف ہے، دارقطنى، بيہقى، ابن العربى، ذہبى، نووى، اور ابن حجر وغيرہ نے اس حديث كو ضعيف كہا ہے.

ديكھيں: المجموع (6 / 113) اور تلخيص الحبير (2 / 771).

اور مستقل فتوى كميٹى كے علماء كرام نے بھى يہى قول اختيار كيا ہے، كميٹى كے علماء سے درج ذيل سوال كيا گيا:

كيا اگر خاوند اور بيوى كے درميان شديد قسم كا نزاع ہو تو بيوى كا فطرانہ خاوند كے ذمہ ہے ؟

كميٹى كے علماء كرام كا جواب تھا:

" انسان پر اپنى اور ہر اس شخص كى جانب سے جس كے خرچ كا وہ ذمہ دار ہے اور ان كا خرچ اس پر واجب ہوان كا فطرانہ ادا كرنا لازم ہے، اور ان ميں بيوى بھى شامل ہوتى ہے، كيونكہ بيوى كا خرچہ بھى خاوند پر واجب ہے "

انتہى.

ديكھيں: فتاوى اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلميۃ و الافتاء (9 / 367).

اور شيخ ابن باز رحمہ اللہ نے يہى قول اختيار كيا ہے:

" دوسرا قول:

اپنے علاوہ كسى اور كا فطرانہ دينا لازم نہيں، احناف كا مسلك يہى ہے، اور انہوں نے ابن عمر رضى اللہ تعالى عنہما كى اس حديث سے استدلال كيا ہے:

" رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے بطور فطرانہ ايك صاع كھجور يا ايك صاع جو ہر مسلمان غلام اور آزاد مرد و عورت چھوٹے اور بڑے پر فرض كيا "

صحيح بخارى حديث نمبر (1503) صحيح مسلم حديث نمبر (984).

تو اس حديث ميں يہ بيان ہوا ہے كہ: ہر ايك مسلمان شخص پر فطرانہ واجب ہے، اور اصل يہ ہے كہ جسے واجب كے ساتھ مخاطب كيا جائے وہ اسى شخص پر واجب ہوتا ہے.

ديكھيں: مجموع الفتاوى ابن باز (14 / 197).

اور شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ نے بھى اس قول كو اختيار كرتے ہوئے كہا ہے:

صحيح تو يہى ہے كہ انسان كا اپنى جانب سے ہى فطرانہ ادا كرنا واجب ہے، اور بيوى پر اپنا فطرانہ خود ادا كرنا واجب ہوگا، اور باپ پر اپنا فطرانہ خود ادا كرنا، اور بيٹى پر اپنا، اس شخص پر نہيں جو بيوى اور رشتہ داروں پر خرچ كرتا ہے، اور اس ليے بھى كہ فرض ميں اصل يہ ہے كہ وہ ہر ايك پر بعينہ فرض ہوتا ہے نہ كہ كسى دوسرے پر.

انتہى بتصرف.

دیکھیں: الشرح الممتع (6 / 154).

دوم:

خاوند كے ذمہ بیوی كا فطرانہ اس وقت لازم ہو گا جب وہ بیوی پر خرچ كرتا ہو، اور یہ تو معلوم ہے كہ بیوی كا نفقہ اور خرچ اس وقت خاوند كے ذمہ واجب ہوتا ہے جب بیوی اپنے آپ كو خاوند كے سپرد كر دے، اور اسے اپنے ساتھ تعلقات قائم كرنے دے، لیكن اگر بیوی ابھی تك اپنے باپ كے گھر میں ہو، تو اس كا خرچ خاوند كے ذمہ نہیں، اور اسی طرح فطرانہ بھی خاوند كے ذمہ نہیں ہو گا.

ابن قدامہ رحمہ اللہ كہتے ہیں:

ہر وہ عورت جس كا خرچ اورنفقہ خاوند پر لازم نہیں مثلا جس عورت كی رخصتی نہیں ہوئی اور خاوند كے سپرد نہیں كی گئی، اور وہ چھوٹی عمر كی بچی جس سے استمتاع كرنا ممكن نہیں، تو اس كا خرچ خاوند كے ذمہ لازم نہیں، اور نہ ہی ا سكا فطرانہ خاوند كے ذمہ ہے، كیونكہ وہ ان میں شامل نہیں ہوتی جن كی معونت خاوند كے ذمہ ہے " انتہی.

دیکھیں: المغنی (2 / 361).

اور بھوتی رحمہ اللہ كہتے ہیں:

جس كا نفقہ خاوند كے ذمہ لازم نہیں ان كا فطرانہ بھی خاوند پر لازم نہیں آتا، مثلا وہ بیوی جس سے دخول نہیں ہوا اور اس نے اپنا آپ خاوند كے سپرد نہیں كیا " انتہی بتصرف.

دیکھیں: كشاف القناع (2 / 252).

واللہ اعلم .